اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِقَوْمٍ یَتَفَکَّرُوْنَ

دار العلوم

دیوبند کی سیر اور اُسکی مختصر تاریخ

جسمیں

خاکسار حاجی محمد رفیع ابن الحاج الشیخ بخش الٰہی صاحب سی، آئی، ای دہلوی نے اپنے چشم دید حالات منضبط کرکے بنظرِ حصولِ ثواب جملہ برادرانِ اہلِ اسلام کیخدمت میں پیش کیا

اور بماہ شوال المکرم ۱۳۳۵ ہجری

بحسن انصرام منشی محفوظ علی صاحب مہتمم

دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپا

نقشہ مجوزہ دار الحدیث دیوبند
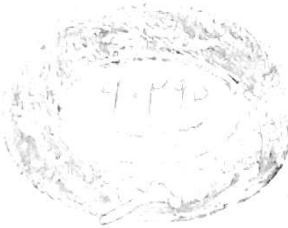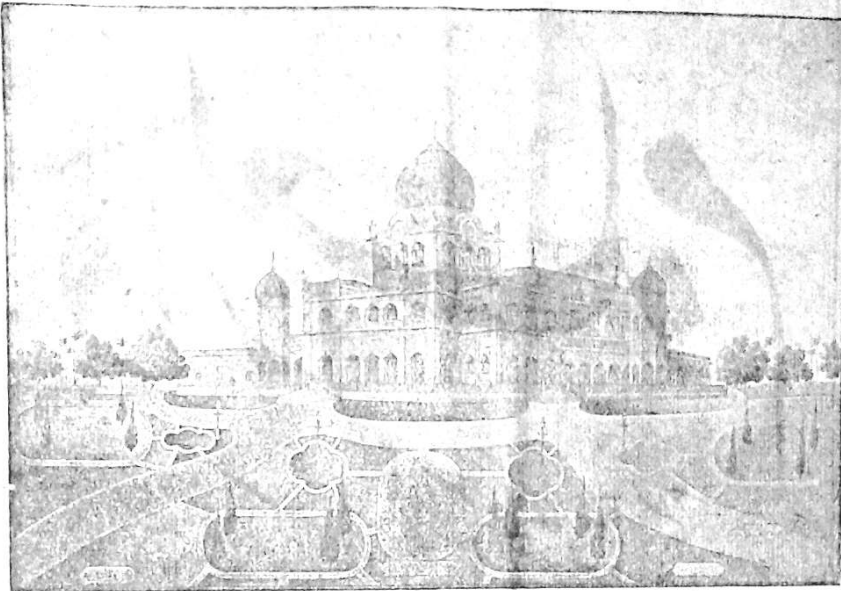
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دار العلوم دیوبند کی سیر اور اُس کی مختصر تاریخ

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے ۔ اما بعد مجھ خاکسار محمد رفیع ابن الحاج الشیخ بخش الٰہی صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ نے محض خالصاً للہ یہ خیال کرکے کہ دار العلوم دیوبند جیسے مقدس مقام کو معائنہ کرکے اپنے چشم دید حالات سے تمام مسلمانان ہند کو اطلاع دوں۔ اُسکا آغاز اس طرح کرتا ہوں کہ میں پہلے سنا کرتا تھا کہ دیوبند ایک ایسی بستی ہے جہاں ایک دینی مدرسہ اور علمی مرکز ہی لیکن کبھی وہاں کی حاضری یا عُلمائے دار العلوم سے ملاقات کا موقع نہ ملا تھا۔ اسی زمانہ میں میرے معزز دوست جناب بہادر جناب شفاء الملک حکیم رضی الدین احمد خاں صاحب مرحوم مغفور کو دیوبند جانے اور دار العلوم کی زیارت کرنے کا اتفاق ہوا۔ حکیم صاحب موصوف نے وہاں سے واپس تشریف لاکر تمام وکمال حالات مجھکو سُنائے

جس سے میرے قلب میں دارالعلوم دیوبند کی وقعت روز بروز بڑھتی گئی۔ اسی اثنا میں جناب حکیم صاحب موصوف کے مکان پر میری ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ جنکا لباس بالکل سادہ۔ سر پر ایک ٹوپی بدن پر ایک معمولی کرتہ۔ پاجامہ۔ تہذیب اخلاق میں غرقاب۔ باتوں میں وہ شیرینی۔ جسکی کیفیت بیان سے باہر ہے صورت سے صدق و دیانت کا نور چمکتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اس سے پہلے کبھی ان بزرگ صاحب سے نیاز حاصل کرنے کا موقع نہ ہوا تھا +

میں متعجب تھا کہ اسقدر سادہ مزاج۔ بھولے بھالے کون صاحب ہیں۔ لیکن تحقیق سے معلوم ہوا کہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم اعلیٰ یعنی **شمس العلماء حضرت مولانا مولوی حافظ محمد احمد** صاحب ادام اللہ فیوضھم ہیں۔ اتنا سُنکر میرے قلب کی جو حالت ہوئی کچھ نہ پوچھئے ؟ میں حیران تھا کہ اللہ اکبر جس دارالعلوم کے مہتمم اعلیٰ کی سادہ مزاجی اور سادہ لباسی کی یہ حالت ہو اُس دارالعلوم کی کیا حالت ہوگی ؟ +

چنانچہ اُسیوقت سے قلب میں دارالعلوم کی زیارت کا شوق پیدا ہوگیا۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد حُسن اتفاق سے دارالعلوم میں جانیکے لئے ایک صورت پیدا ہوئی کہ میرے برادر عزیز آنریبل **شیخ محمد عبدالرحیم** صاحب امپیریئل کونسل کے ممبر ہوئے۔ پس اسی کے شکریہ میں میرا جی چاہا کہ طلبائے دارالعلوم دیوبند کی دعوت کروں۔ اِس قدرتی ذریعہ کی بناپر اول مرتبہ ۲۸۔ اپریل ۱۹۱۷ء کو مجھے دیوبند جانے کا اتفاق ہوا۔ اِس مرتبہ بعض احباب بھی میرے ہمراہ تھے۔ اِس سفر میں دیوبند کے حالات جو میں نے بچشم خود دیکھے وہ دہلی آکر سموع و عن اپنے والد محترم عالیجناب **شیخ حاجی بخش الٰہی** صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مدظلہ العالی کی خدمت میں عرض کیے +

حضرت والد صاحب قبلہ وہاں کے سچے اور صحیح حالات سُنکر بہت محظوظ ہوئے۔ اور خود بنفس نفیس وہاں تشریف لیجاکر اپنی جانب سے طلبائے دارالعلوم دیوبند کی دعوت کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔ اور چند ایام کے بعد دہلی سے میرے والد صاحب قبلہ اور اُنکے ہمراہ جناب حکیم **محمد اکرام علیخاں** صاحب سُرخ پوش اور میرٹھ کے چند اہل خیر بھی مثلاً خان بہادر جناب حاجی حافظ **فصیح الدین** صاحب و جناب حافظ **عبدالستار** صاحب و جناب حاجی **وجیہ الدین** صاحب و جناب شیخ **رشید احمد** صاحب و جناب حافظ **رفیق الٰہی** صاحب

وغیرہم تشریف لیگئے۔ اور وہاں کے حالات اور ان لوگوں کے اخلاق اور خلوص کو دیکھکر بیحد خوش اور متاثر ہوئے۔ اور والد صاحب قبلہ نے اپنی جانب سے تمام طلباء اور دیگر کارکنان مدرسہ و رؤسائے قصبہ کی دعوت کی جناب والد صاحب کے واپس تشریف لانیکے بعد میری والدہ ماجدہ محترمہ کو مدرسہ دیکھنے کا شوق ہوا چنانچہ تیسری مرتبہ جناب والدہ صاحبہ اور انکے ہمراہ میں اور بعض اپنے بزرگ دیوبند گئے۔ ان تینوں مرتبہ جسقدر ان حضرات نے ہماری ضیافت اور مہماں نوازی کی۔ اسکا شکریہ ہم ادا نہیں کر سکتے۔ اور اسی روز شب کو معائنہ مدرسہ کیواسطے میری والدہ ماجدہ کے لیے ان حضرات نے پردے کا خاص انتظام کیا جو بالخصوص مشکوری کا باعث ہی +

اسکے بعد میں وہاں کے کسیقدر تفصیلی حالات آپکو سناتا ہوں آپسے اپنے لیے اور نیز ان بابرکت حضرات کے لیے دعائے خیر کا متمنی ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری اس عرضداشت کو نظر احسان سے قبول فرماکر اجر عظیم کے مستحق ہونگے +

میں نے دار العلوم کی درسگاہوں میں جاکر درس و تدریس کا حال دیکھا۔ اور وہاں کے اساتذہ اور تلامذہ سے نیاز حاصل کی اور انکے حالات سُنے اور اپنی نظروں سے دیکھے۔ میں حیرت میں رہ گیا اور میں نہیں کہہ سکتا اللہ تبارک و تعالیٰ نے انکو عالم کے کس متبرک خطہ سے پیدا کیا ہے کہ جو ادنیٰ سے لیکر اعلیٰ تک تہذیب اخلاق و شرافت کی تصویر ہیں +

نیز حضرت بڑے مہتمم صاحب کی والدہ معظمہ اور اہلیہ محترمہ اور انکے متعلقین مستورات کا بھی میں بہت ممنون و مشکور ہوں۔ جنھوں نے بلا واسطہ محض خلوص اور للہیت کی بنا پر میری والدہ ماجدہ کی مہمان نوازی اور خاطر و مدارات میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا +

شعبان المعظم کا مہینہ تھا میں نے دیکھا۔ دار العلوم میں سالانہ امتحان ہو رہا ہی۔ وہانکی نگرانی و انتظام اور امتحان کا منظر دیکھکر میرے دلمیں بڑے بڑے شاہان اسلام کا فوٹو کھیچ گیا حقیقت میں انہی حضرات کی ہمت اور برکت ہی کہ ایسی بڑی جماعت کا اتنا باقاعدہ انتظام اور اہتمام کر رکھا ہی۔ طلبہ کے شوق و رغبت کا یہ حال تھا کہ آدھی آدھی اور ساری ساری رات انکو کتاب دیکھتے اور تکرار و مطالعہ کرتے ہوئے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہی

یہ اساتذہ کی محنت اور خوبیٔ تعلیم کا اثر ہے جب میں طلبہ کی محنت کا یہ حال دیکھتا تھا تو مجکو اُن بیچارے غریب مسکین لوگوں پر بڑا رحم آتا تھا۔ جنہوں نے اپنے گھربار کو چھوڑا۔ اپنے عزیز و اقارب کی مفارقت کو گوارا کیا۔ اور دور دراز سے سفر کی زحمتیں اُٹھائیں۔ اور اس ناداری کیحالت میں ایسی ایسی سخت محنتیں کرتے ہیں اور اپنے عیش و آرام کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی لوگ دنیا سے کچھ حصہ لیجائینگے کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اِن مہمانانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو اپنی خوش نصیبی سمجھیں اور آخرت میں اُسکے اجر سے مالامال ہوں ❊

طلبہ کی جماعت میں ایک طالب علم مولوی **عبد الغفور** صاحب موصلی کو دیکھا جو خاص عربی النسل نہایت شریف الطبع سید النسب شہر موصل کے رہنے والے دیوبند میں محض تحصیل علوم کی غرض سے تشریف فرما ہیں میں نے یہ بھی سُنا کہ آپ پہلے شافعی المذہب تھے۔ مگر اپنی خوشی اور دلی رغبت سے باوجودیکہ اساتذہ دار العلوم نے اور نیز خواب میں اُنکے قدیم اُستاد نے منع فرمایا۔ لیکن اُنھوں نے بطیبِ خاطر مذہب حنفی اختیار کر لیا ❊

غرض کہ وہاں روس۔ چین۔ بلخ۔ بخارا۔ کابل۔ روم۔ شام۔ عرب۔ عجم ہر ملک اور ہر شہر کا طالب علم موجود ہے اور اُسکے فضل سے تحصیل علوم کر رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اسیطرح یہ سلسلہ ہمیشہ قائم رہیگا ❊

[اس] وقت تک ہزار سے زائد عالم **دار العلوم** سے بالکل فارغ التحصیل ہوکر اطراف مُلک میں پھیل چکے ہیں۔ اور نہیں معلوم کہ ابھی کسقدر اور وہاں سے نکلکر اُمت کیلئے باعث ہدایت بنیں گے۔ مجکو وہاں کی بعض باتوں پر نہایت حیرت اور تعجب ہوتا ہے اور عقل دنگ رہجاتی ہے۔ مثلاً دار العلوم جیسے بڑے علمی مرکز کہ جسکی نظیر ہندوستان بلکہ ہندوستان کے سوا اور دور نہیں ہے۔ اُسکا مدار زیادہ تر عام چندہ پر ہے۔ اور وہ چوّن برس سے نہایت خوبی کے ساتھ اسلام کی نمایاں خدمت کر رہا ہے۔ نیز یہ بات بھی قابل تعجب ہے کہ وہاں کا حساب کتاب اسقدر صاف اور سچا ہے کہ جس کی نظیر بہت کم ملیگی۔ جسکا جی چاہے وہاں سے روئداد سالانہ طلب کرکے اپنا اطمینان کلی کر سکتا ہے۔ اسیطرح ہر رجسٹر وہاں کا اتنا باقاعدہ ہے کہ ابتدائے مدرسہ سے لیکر آجتک جس تاریخ کا حساب آپ دیکھنا چاہیں برابر دیکھ سکتے ہیں۔ میری نظر سے بہت سی انجمنوں اور مدرسوں اور دفتروں کے حساب کتاب گزرے۔ لیکن اتنا صاف اور سچا حساب میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ اور حق یہ ہے کہ یہ اُن حضرات کے خلوص اور دیانت داری کا نتیجہ ہے۔ جسکو یقین نہو وہ انصاف پسندی سے وہاں جاکر اُسکے نمایاں اثر

دیکھ سکتا ہے۔ اور کیا تعجب ہے کہ ان حضرات کا خلوص اور دیانت ہی دار العلوم کی ترقی کا سبب بن رہا ہو۔ بلکہ میں تو خصوصیت سے یہاں تک کہتا ہوں کہ شمس العلماء حضرت مولانا مولوی حافظ محمد احمد صاحب و عالیجناب حضرت مولانا مولوی حبیب الرحمن صاحب دام اللہ تعالیٰ فضلہما و اقبالہما مہتممان دار العلوم کا اپنے آپ کو مدرسہ کیلئے وقف کر دینا اور خلوص و تدبر سے کام لینا ہی مدرسہ کی ترقی کا باعث ہوا ہے۔

ان دونوں حضرات کی حالت یہ ہے جسکو میں نے خود رہکر دیکھا ہے کہ صبح سے شام تک ایک ایک منٹ انکا مدرسہ کے کام کیلئے وقف ہے۔ نہ انکو اپنے کھانے کی پرواہ نہ اپنے پہننے کی خبر نہ جاگنے اور سونے کا ہوش ہر وقت مدرسہ ہی کی ضروریات کو فراہم کرنے کی تدابیر میں انکو منہمک پایا۔ کیا یہ حضرات بڑے بڑے جبے اور قلبے پہنکر مسند مشائخ نہیں سنبھال سکتے؟ کیا تصوف یعنی علم باطنی میں اعلیٰ درجہ کا کمال نہیں رکھتے؟ یا اگر دنیا کی طرف متوجہ ہونا چاہیں تو کسی ریاست کا عہدۂ وزارت انکو نہیں مل سکتا؟ جو کہ اسوقت اپنے مدرسہ میں بڑے بڑے سلاطین اسلام کے اصول پر انتظام و اہتمام کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں وہ سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن پھر انکے نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے مدرسہ سے ایسے عالم باعمل جو کہ فضل و کمال میں آپ ہی اپنی نظیر رکھتے ہوں نکالیں جو مسلمانوں کو سیدھی اور سچی راہ بتائیں۔ اور شریعت محمدیہ کے احکام اُن تک پہنچائیں جسکی اس تیرہ و تاریک زمانہ میں ازحد ضرورت ہے۔ آج مسلمانوں کی حالت یہاں تک پہنچگئی ہے کہ انکو جنازہ کی نماز تک پڑہانے والا بعض وقت میسر نہیں ہوتا۔ اور نماز روزہ کے ضروری مسائل تک کی انکو خبر نہیں ہوتی۔ الحمد للہ کہ وہ حضرات اپنے اس مقصد میں صرف کامیاب ہی نہیں بلکہ شکرگزاری کے مستحق ہیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ہندوستان کے اکثر حصوں میں جس درسگاہ اور انجمن یا مدرسہ اور مکتب میں کسی ذی استعداد عالم کی ضرورت ہوتی ہے تو دار العلوم دیوبند ہی سے بلایا جاتا ہے۔ اور وہیں کے تعلیم یافتہ عالم اور مدرس یہ قابلیت رکھتے ہیں کہ ہر قسم کی کتابیں بخوبی پڑہا سکیں۔ چنانچہ مجکو بھی جب اپنے بچے کی ابتدا ہی سے باقاعدہ تعلیم و تربیت کا خیال ہوا تو دار العلوم ہی سے ایک سعید و صالح نوجوان عالم جناب **مولوی قاری محمد یوسف صاحب** کو بلایا۔ اور میرے ہی بیان کیا؟ جس بڑے سے بڑے شہر مثلاً کلکتہ۔ بمبئی۔ کانپور۔ الہ آباد۔ بنارس۔ دہلی۔ میرٹھ۔ آگرہ بریلی۔ جس جگہ بھی آپ دیکھینگے۔ آپکو دار العلوم ہی کے اکثر فیض یافتہ مسند درس پر بیٹھے ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ ملینگے

اسکے بعد اب میں ابتدائے مدرسہ کا ذکر کرتے ہوئے ہر صیغہ کے متعلق بطریق اختصار حالات قلمبند کرتا ہوں جس سے مسلمانوں کو ایک بڑی بابرکت جماعت پر اطلاع ہوجائے اور وہ اُسکے منافع دینی سے متمتع اور بہرہ مند ہوکر مجکو دعائے خیر سے یاد رکہیں ؛

یہ ضرور خیال رہے کہ میرے اس تحریر کے شائع کرنے میں حضرات علمائے دیوبند کے ایما یا تحریک کو رتی برابر بھی دخل نہیں ہے۔ بلکہ یہ جو کچھ بھی میں لکھ رہا ہوں۔ اپنے اُس دلی جوش اور جذبۂ قلبی کی بنا پر لکھ رہا ہوں جو دارالعلوم کی حاضری کے وقت میں وہاں سے لیکر آیا تھا۔ اور وہاں کے سچے اور صاف حالات دیکھکر میرے قلب میں ایک غیر معمولی اثر پڑا تھا۔ غرض کسی طرح بھی اس مضمون کو اُن حضرات کی طرف یا اُنکے ایما و تحریک پر مبنی نہ کیا جائے۔ وَھُوَ الصَّوَابُ ؛

ذکر ابتدائی دار العلوم دیوبند

اس دارالعلوم کی بنیاد موجودہ مہتمم اعلیٰ کے والد ماجد قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا **محمد قاسم** صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبند میں ڈالی۔ اور اسی کار خیر میں قطب العالم حضرت مولانا **رشید احمد** صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بھی اُنکے شریک تھے۔ ابتداءً اس مدرسہ میں صرف ایک مدرس رکھے گئے جنہوں نے ایک مسجد کے اندر انار کے درخت کے نیچے ایک طالب علم کو درس دینا شروع کیا تھا رفتہ رفتہ اس دارالعلوم نے ایسی تدریجی اور مستحکم ترقی کی کہ جسکے ثمرات آجتک دنیا دیکھ رہی ہے ؛

کیا آپکو نہیں معلوم کہ دہلی کے مشہور مدرسہ مولوی عبد الرب (صاحب) میں حضرت مولانا مولوی **عبد العلی** صاحب جو اس مدرسہ کے مدرس اعلیٰ ہیں سیکڑوں طالب علموں کو درس حدیث دیتے اور طلبہ کو فیض باطنی سے بھی معمور فرماتے ہیں؟ کیا آپ نے نہ سنا ہوگا کہ حکیم الامۃ حضرت مولانا **اشرف علی** صاحب تھانوی کی تالیفات و تصنیفات اور نیز وعظ و تلقین سے مخلوق کو کسقدر فائدہ پہنچ رہا ہے۔ اور ایسا تو کون شخص ہوگا جو حضرت مولانا الحاج الحافظ المولوی مفتی **عزیز الرحمٰن** صاحب سے ناآشنا ہوگا جنکے فتاوی کی بدولت آج بہت سے قضیئے جھگڑے مسلمانوں کے شریعت کے مطابق فیصل ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح حضرت مولانا مولوی **خلیل احمد** صاحب سہارنپوری سے

جو کہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے مدرس اوّل ہیں کون واقف نہو گا۔ اور کیا حضرت مولانا مولوی شاہ
عبد الرحیم صاحب رائپوری جنکا فیض باطنی دور دور پھیلا ہوا ہے اُن کا نام نہ سنا ہو گا۔ انصاف سے
کہیئے کہ یہ کس گلستان کے پھول اور کس سمندر کی نہریں ہیں۔ اور یہ بھی آپ سُنکر تعجب کرینگے کہ امام بخاری
رحمۃ اللہ علیہ کے ہموطن آج دیو بند کے دار العلوم سے اُنکے قدیم ترکہ کو بخارا تک پہنچانے میں سرگرم ہیں اسیطرح اس
نہر کے چند قطرے مدینہ طیبہ پہنچکر اپنے اصلی سرچشمہ میں جا ملے ہیں۔ الغرض دار العلوم دیو بند ہی کا فیض جا بجا
پھیلا ہوا ہے۔ ان حضرات کے سوا اور حضرات کے نام نامی بھی لکھتا لیکن طوالت کے خیال سے ترک کرتا ہوں
اسکے بعد میرا خیال ہی کہ میں دار الحدیث کے متعلق کچھ ذکر کر کے سب سے بہتر مصرف خیر کا پتہ بتا دوں تا کہ "الدال
علی الخیر کفاعلہ" کے زمرہ میں داخل ہو جاؤں ؎

ذکر دار الحدیث دیوبند

درس حدیث کا حال اور اُسکی وقعت تو آپکے قلب میں جبھی ہو سکتی ہی کہ جب آپ تواریخ کا مطالعہ
کریں اور دیکھیں کہ سلف صالحین نے ایک ایک حدیث کے پڑھنے میں کیا کیا مصیبتیں جھیلی ہیں اور کئے کئے
وقت کے فاقے کیے ہیں۔ اور کتنے کتنے میل پیادہ پا ایسے سفر کیئے ہیں کہ جسکی وجہسے پیروں میں چھالے تک پڑ گئے
اور کیسی کیسی پتھریلی اور چٹیل زمینوں میں رات گزاری ہے۔ جہاں سوائے درندوں اور حیوانوں اور کیڑے مکوڑوں
کے کسی آدم اور آدم زاد کا پتہ نہ تہا۔ اور کیسے کیسے ذلّت کے کپڑے پہنے ہیں۔ اور کیسی کیسی استادوں کی منتیں
کی ہیں۔ غرض جو کام نہ کرنیکے تھے وہ انہوں نے کیئے۔ اور ایک ایک حدیث کو تحصیل کر کے علم حدیث مدون کیا
میرے نزدیک آپ کو تاریخ کی ورق گردانی کی ضرورت نہیں۔ دیو بند میں جا کر اُس قاسمی دار العلوم کو دیکھ لو
جس میں اول دن ایک طالب علم تھا۔ اور حضرت مولانا مُلّا محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسمیں مدرّس اوّل تھے جب
آپ نے درس حدیث شروع کیا ہے تو دنیا میں غلغلہ مچگیا کہ حدیث کی وہ تعلیم جسکو مسلمان اپنی بدقسمتی سے کھو
بیٹھے تھے دیو بند کے سوا کہیں نہیں ہوتی۔ بس پھر کیا تھا۔ اسکے سُنتے کے ساتھ ہی دیو بند کی سرزمین میں علماء
اور طلباء کا وہ رجوع ہوا ہے جس کی مثال شمع اور پروانے ہی سے دیجا سکتی ہی کچھ ہی عرصہ میں ایک طالب علم سے

بیس پچیس ہوئے۔ اور اسکے بعد تیس پینتیس ہوئے۔ اسیطرح روزافزوں ترقی ہوتی رہی۔ اور آج اُس میں بفضلہ تعالٰے چھ سو طلبہ تعلیم پاتے ہیں۔ جب اراکین مدرسہ نے طلبہ کے رجوع اور شوق کا یہ حال دیکھا تو موجودہ مکانات کی توسیع کا خیال ہوا۔ چنانچہ اسوقت کی حیثیت سے بہت زیادہ بڑے بڑے مکانات کا بنانا تجویز ہوا۔ کیونکہ وہ دوراندیش حضرات جانتے تھے کہ ایک وقت آنیوالا ہے کہ ان سے بھی بڑے بڑے مکانات کی ضرورت محسوس ہوگی۔ لہذا جسقدر وسیع مکان اسوقت بنا دیئے جائینگے۔ بعد میں چلکر وہ بہت زیادہ کارآمد ثابت ہونگے۔ اگرچہ اُسوقت بعض لوگوں نے یہ کہا تھا کہ اسقدر وسیع مکانات بنواکر مدرسہ کا روپیہ کیوں ضائع کیا جاتا ہے؟ لیکن وہ ناواقف لوگ کیا جانتے تھے کہ مستقبل قریب میں ایک بہت بڑی ترقی دارالعلوم کو ہونے والی ہے۔ ان دوراندیش اور متبرک حضرات نے کچھ اپنے نور باطنی سے کام لیا اور کچھ تدبیر کو عمل میں لائے۔ اور اُس وقت کی حیثیت سے بہت بالاتر مکانات بنا دیئے۔ جنسے ابتک نفع اُٹھایا جارہا ہے اور آجتک اُنہیں میں درس حدیث ہورہا ہے۔ اسکے بعد ایک وہ زمانہ آیا کہ طلبہ کی اسقدر کثرت ہوئی کہ یہ موجودہ درسگاہیں بھی ناکافی ثابت ہوئیں جو وقتی ضرورت سے بہت زیادہ وسیع بنائی گئی تھیں؎

درس حدیث کے وقت طلبہ کو تنگی جگہ کی وجہ سے بڑی دشواری پیش آنے لگی۔ اور ظاہر ہے کہ جبتک طلبہ کو سبق میں بیٹھنے کیلئے جگہ کافی اور طمینان کی نہ ملیگی کیونکر وہ تحصیل علوم میں کامیاب ہوسکتے ہیں آخر کار طلبہ کی تکلیف کو دیکھتے ہوئے بمجبوری بالفعل یہ صورت اختیار کیگئی کہ ایک درسگاہ میں چند صفیں آگے پیچھے کرکے طلبہ کو بٹھایا گیا۔ اگرچہ اسمیں کتب حدیث کی ایک معنی کر سوء ادبی ہے۔ کیونکہ جب ایک طالب علم کے پیچھے دوسرا حدیث کھولکر بیٹھے گا تو یقیناً حدیث کیطرف پشت ہوگی۔ لیکن فی الحال سوائے اسکے اور کوئی صورت نہیں نکل سکتی تھی۔ اسلئے مجبوراً اسکو عمل میں لانا پڑا۔ اور طلبہ کو بضرورت اسطرح بیٹھنے کی اجازت دیدی گئی جب یہانتک نوبت پہنچگئی تو شمس العلما حضرت مولانا مولوی حافظ **محمد احمد** صاحب اور عالیجناب حضرت مولانا مولوی **حبیب الرحمٰن** صاحب مہتممان مدرسہ اور حضرت مولانا الحاج الحافظ المولوی **عزیز الرحمٰن** صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند اور دیگر مقدس حضرات کی رائے ہوئی کہ اسطرح تکلیف اُٹھاکر طلبہ کب تک تحصیل حدیث کرتے رہیں گے۔ نیز ہر سال تعداد طلبہ ترقی پر ہے تو بلا **دارالحدیث** بنائے کیونکر کام چل سکتا ہے؎

دارالحدیث اُس مکان کا نام ہے۔ جس میں علم حدیث پڑہایا جاتا ہے۔ اور یہ ہندوستان میں پہلا موقع ہے کہ دیوبند میں دارالحدیث کی بنیاد ڈالی گئی ہے۔ اگر انہی موجودہ مکانات کو ترمیم کیا جاوے اور انہی کو وسیع کیا جائے تب بھی قریب قریب اتنا ہی خرچ ہے جتنا کہ دارالحدیث کی تعمیر میں۔ اسلیئے بہتر یہی ہے کہ **دارالحدیث** ہی کے نام سے ایک بہت وسیع اور محکم عمارت جس میں علم حدیث اور علم تفسیر پڑھایا جاسکے بنائی جائے۔ چنانچہ اُن حضرات نے السعی منا والاتمام من اللہ کا نعرہ بلند کرتے ہوئے توکلاً علی اللہ دارالحدیث کا **سنگ بنیاد** ۱۳۳۰ھ ہجری میں رکھدیا۔ اور اُسیدن سے وہ مقدس حضرات روزانہ پانچوں وقت اپنا دست نیاز اَللہ کے دربار میں پھیلاتے اور کہتے ہیں کہ "اے خدا! اس کام کو تیرے نام پر خلوص قلب سے شروع کیا ہے تو ہی اِسکا اختتام کرنے والا ہے ہمیں یقین کامل ہے کہ جو کام خالصًا تیرے نام پر شروع کیا جاتا ہے وہ ضرور بالضرور پورا ہو کر رہتا ہے ہمیں امید ہے کہ ہم تیرے دربار سے خالی ہاتھ واپس نہ جائینگے۔ پس ہم تجھی کو بفحوائے افوض امری الی اللہ اپنے سب کام سونپتے ہیں۔ اور اسی پر اپنی دعا کو ختم کرتے ہیں" ٭

اے صاحبو! یاد رہے کہ یہ دارالحدیث کا کام تو انشاء اللہ تعالیٰ پورا ہو کر رہیگا۔ اور کیونکر نہو جبکہ ایسے ایسے مقرب بندے خلوص قلب سے اُسکے فضل پر بھروسہ کر کے اُسکے دربار میں اپنے ہاتھوں کو برابر پھیلائے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اُسکے افضال پر بھروسہ ہو۔ اور اپنی غفلت شعاریوں کو چھوڑ کر کوشش کریں اور وہ اپنی رحمت کی بارش اُنپر نہ کرے؟ بلکہ مجکو یقین ہے کہ ضرور اُسکی رحمت ہوگی اور کوئی مشکل ایسی نہ رہے گی جو آسانی سے نہ بدل جاوے ٭

انشاء اللہ تعالیٰ یہ عمارتِ **دارالحدیث** دیوبند میں بنے گی اور ضرور بنے گی۔ لیکن ہاں یاد رکھو کہ آپ کو خرچ کرنیکے لیئے اِس سے بہتر مصرف خیر نہ ملیگا۔ **لہذا** دمے۔ دامے۔ درمے۔ قدمے۔ قلمے۔ اپنی تمام خداداد قوتوں سے اِس کار خیر میں سعی اور کوشش کیجئے۔ اور اِس خدمت کو اپنی خوش نصیبی سمجھیئے۔ کیونکہ یہ وہ بابرکت عمارت ہے جسکے لیئے بعض لوگوں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دریافت فرماتے دیکھا ہے کہ فلاں شخص نے دارالحدیث کیلئے کسقدر چندہ جمع کیا ہے۔ اور علاوہ اِسکے اور بھی اِسی قسم کے خواب لوگوں نے دیکھے۔ جنکو اگر آپ تفصیل سے دیکھنا چاہیں تو دیوبند کے رسالہ **القاسم** کو منگا کر دیکھ لیجئے اُسمیں

وقتاً فوقتاً چھپتے رہے ہیں۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ جبتک اس دار الحدیث میں بیٹھکر پڑہنے والے طالب علم اور یہاں کے فارغ التحصیل عالم موجود رہیں گے۔ یا اُنکے شاگرد یا شاگردان شاگرد موجود رہینگے۔ ایک ایک پیسہ تک چندہ دینے والے کو بھی ہمیشہ ہمیشہ ثواب ملتا رہیگا۔ لہٰذا جو کچھ آپ چندہ دینا چاہیں مہتمم صاحب دار العلوم دیوبند کے نام بھیجدیں۔ وہاں سے فوراً آپکے نام رسید آجائے گی۔ سب کام وہاں کا نہایت باقاعدہ ہے۔ یاد رکھیے کہ اس قسم کے مصارف میں مدد کرنا آپکے لیئے صدقہ جاریہ ہے۔ کیونکہ اس سال اگر دار العلوم سے ایک جماعت طلبہ کی فارغ ہوکر نکلے گی تو دوسرے سال دوسری اور تیسرے سال تیسری اور چوتھے سال چوتھی۔ غرض اسیطرح یہ سلسلہ تا قیامت انشاء اللہ تعالیٰ باقی رہیگا۔ جسقدر بھی اس امر خیر میں سبقت کیجائے بہتر ہے۔ اسلیئے کہ نہیں معلوم انسان کب تک زندہ رہے۔ اور پھر کیا موقع پیش آئے۔ زندگی اور موت کا کیا بھروسہ ہے۔ ایک پل کے پل میں انسان زندہ سے مردہ ہو جاتا ہے۔ بہرحال کار خیر میں عجلت کرنا ہر صورت سے محمود سمجھا گیا ہے جس سے ہر مومن مسلمان واقف ہی۔ اسکے بعد دار العلوم کے چند ضروری شعبوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرتا ہوں وباللہ التوفیق +

ذکر دار الافتاء دار العلوم دیوبند

دار الافتاء اُس جگہ کا نام ہے جہاں سے فتاویٰ کے جوابات لکھے جاتے ہیں۔ اور جس جگہ سے مسلمانوں کو شرعی مسائل اور تقسیم میراث وغیرہ کے طُرق معلوم ہوتے ہیں۔ جب وہاں مجکو حاضر ہونے کا اتفاق ہوا تو میں نے وہاں ایک ایسے بزرگ کو دیکھا۔ جن کی پیشانی سے خلوص اور انکساری اور تواضع کا نور عیاں ہوتا تھا۔ اور جنکو دیکھکر خدا یاد آتا تہا۔ دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں امام **ابو حنیفہ**رح کی مسند کو سنبھالنے والے یعنی **فقہ حنفیہ** کے مفتی دیوبند میں یہی ہیں۔ جنکو مولانا الحاج الحافظ المولوی **عزیز الرحمن** صاحب زاد اللہ تعالیٰ فیوضھم کے پیارے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور فی الواقع **عزیز رحمن** ہی ہیں۔ دیکھنے سے فتاوے کی کثرت کا پتہ چلا کہ کسقدر کثرت سے فتاوے آتے ہیں۔ ہندوستان کا کوئی شہر غالباً ایسا نہو گا جہاں سے فتاوے کے جوابات اور تقسیم میراث کے مسائل نہ دریافت کیئے جاتے ہوں آپ خیال کر سکتے ہیں کہ ایسے بڑے اور مشکل کام جس میں تمام فقہ پر حاوی ہونا ضروری ہے۔ صرف ایک شخص کیونکر انجام دے سکتا ہے۔ لیکن تحقیق سے

معلوم ہوا کہ حضرت مفتی صاحب موصوف کے کام میں یہ برکت ہی کہ روزانہ جسقدر فتاوے آتے ہیں۔ اُن کے جوابات لکھکر حتی الامکان اُسی روز پورا فرمادیتے ہیں۔ مجکو یہ سُنکر بہت تعجب ہوا۔ اِسلئے کہ ایک ایک فتوے کے جواب لکھنے کے لیے کئی کئی کتابوں کے دیکھنے اور عبارتیں نقل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہر میری عقل میں نہیں آیا کہ حضرت مفتی صاحب کس طرح ایسے بڑے کام کو اسقدر جلد پورا فرمادیتے ہیں۔ لیکن حضرت مفتی صاحب کے خلوص اور اتقاء کو دیکھکر مجھے کامل یقین ہوگیا کہ بیشک انکی برکت سے اگر اسقدر بڑا کام اتنے کم عرصہ میں پورا ہوجاتا ہو تو کچھ بعید نہیں ہے۔ ایک عجیب بات وہاں کی مجکو یہ پسند آئی کہ جسقدر فتاوے باہر سے آتے ہیں۔ ان سب کو مع سوال وجواب کے ایک رجسٹر میں نقل کیا جاتا ہے۔ اور پہر اُن میں سے جس جس کی حضرت مفتی صاحب ضرورت سمجھتے ہیں۔ دار العلوم کے رسالہ **الرشید** میں چھپوادیتے ہیں۔ جس سے لوگوں کو ایک عام فیض پہنچ رہا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کا فیض صرف اتنا ہی نہیں بلکہ آپ علم حدیث اور تفسیر کے اسباق بھی پڑہاتے ہیں جو بجائے خود ایک مستقل کام ہی اور پہر اسیر ہی بس نہیں بلکہ اپنے مریدوں کو علم باطنی کے فیض پہنچانے میں بھی آپ مستقل کام کو انجام دے رہے ہیں۔ آپکے ہاں صبح کی نماز کے بعد حلقہ ہوتا ہے جس سے لوگوں کے قلوب کی اصلاح اسطرح ہوتی ہے جس طرح طبیب کے علاج سے بدن کی۔ پہر کچھ وقت آپکا ختم خواجگان میں صرف ہوتا ہے۔ اس ختم خواجگان میں عام اجازت ہی۔ خواہ مرید ہو یا غیر مرید۔ سب شریک ہوکر برکت حاصل کرسکتے ہیں حقیقت میں یہ ایک بڑے بابرکت اور اہل اللہ میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تادیر انکو اور انکے فیض کو قائم رکھے۔ آمین ثم آمین ۔

ذکر درجہ تجوید دار العلوم دیوبند

اِسکے متعلق میں یہ چند مختصر مگر معنی خیز الفاظ لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ اِس درجہ کے طلباء کی قرائت سُنکر مجکو بے حد خوشی ہوئی۔ اور یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ اِسدرجہ میں بحمد اللہ فن تجوید اور فن سبعہ قرائت طالب علموں کو نہایت دلچسپی سے پڑہایا جاتا ہے۔ اور جب میری ملاقات جناب مولانا مولوی قاری **محمد عبد الوحید** صاحب سے جو کہ اِس درجہ کے اول مدرس ہیں ہوئی تو جناب قاری صاحب موصوف کو نہایت ہی ذی اخلاق اور متواضع پایا جناب قاضی علیم الدین صاحب مرحوم رئیس شاملی ضلع مظفر نگر جنہوں نے اپنی کل جائداد اِس درجہ تجوید کے مصارف

کے لیئے وقف فرمائی ہے۔ میری دعا ہے کہ ایسے مخیر شخص کو خداوند تعالی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین +

ذکر درجہ ابتدائی دار العلوم دیوبند

نظام تعلیم کو کامل و مکمل کرنے اور طلبہ کو با استعداد و بالیاقت بنانے کیلیئے درجات تعلیم کو تین حصوں پر منقسم کیا گیا ہے۔ **درجۂ اعلیٰ**۔ اسمیں منتہی طلبہ ہوتے ہیں۔ اسکے اُستاد بھی وہی ہیں جو بحمد اللہ آج امام فن سمجھے جاتے ہیں۔ **درجۂ وسطیٰ**۔ اسمیں اُسی درجہ کے مدرس ہیں۔ **درجۂ ابتدائی**۔ یہ درجہ تمام درجات میں اس اعتبار سے قابل اہتمام ہے کہ طلبہ کی لیاقت اور استعداد کا مدار اسی پر ہے کہ ابتدائی تعلیم کو محنت و جفاکشی سے حاصل کریں یہ انکی استعداد و لیاقت کا سنگ بنیاد ہے۔ حضرت مولانا مولوی حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دار العلوم نے اپنے زمانہ اہتمام میں اس درجہ کے انتظام و استحکام کا پورا پورا اہتمام فرمایا ہے۔ اس درجہ کے مدرس جداگانہ ہیں اور اس درجہ کے طلبہ کی نگرانی خاص طور سے کیجاتی ہے۔ انکے مطالعہ و درس اور محنت و استعدادی کو کامل طور سے جانچا جاتا ہے۔ اس درجہ کے مدرس اول جناب مولانا مولوی حافظ **عبد السمیع** صاحب دیوبندی ہیں جو نہایت قابل اور فہیم و بالیاقت شخص ہیں۔ انکے درجہ کا ہر طالب علم انسے خوش رہتا ہے۔ اس موقع پر میں یہ بھی ظاہر کردینا مناسب سمجھتا ہوں کہ بعد وفات عالیجناب حکیم شفا الملک بہادر میری اُس آتش اشتیاق مدرسہ کو جو حکیم صاحب مرحوم نے سلگائی تھی مشتعل کرنے والے اور حضرات مہتمم صاحبان کے اخلاق حمیدہ سُنا سُنا کر غائبانہ مشتاق کرنے والے یہ حضرت بھی تھے۔ میں تہ دل سے جناب مولانا کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی مولانا کو اجر جزیل عنایت فرمائے۔ آمین +

ذکر دفتر و کتب خانہ دار العلوم دیوبند

دار العلوم کے متعلق ایک وسیع کتب خانہ ہے جسکو نواب یوسف علی خاں صاحب نے بنوا کر اوروں کیلیئے ایک مثال اور اپنے لیئے یادگار قائم کردی ہے۔ بحمد اللہ اسمیں ہر قسم کی نادر مطبوعہ اور قلمی کتابیں موجود ہیں یہ کتب خانہ اپنی نوعیت میں بے نظیر کہلائے جانے کا مستحق ہے۔ اِسوقت اِس کتب خانہ میں تقریباً تیس ہزار جلدیں

موجود ہیں۔ نیز کتب خانہ کے متعلق چند ملازمین ہیں۔ سب منتظم اور محنتی ہیں۔ مولوی عبدالحفیظ صاحب کتب خانہ کے منتظم ہیں۔ اور اُنکے نائب مولوی نذیر الحق صاحب ہیں جو طلبہ کو کتابیں تقسیم کرتے ہیں۔ نہایت خوش اخلاق اور متین ہیں۔ اِسیطرح اور کارکن جناب مولوی گل محمد خانصاحب اور جناب منشی امداد الحق صاحب اور جناب منشی انعام الحق صاحب اور جناب مولوی بشیر حسین صاحب سب قابل تعریف ہیں۔ لیکن مولوی گل محمد خانصاحب بالخصوص اسلیئے قابل ذکر ہیں کہ اُنکو علاوہ دفتر کے اہم کام سپرد ہونیکے بہت سی متفرق مدیں بھی اُنکے سپرد ہیں جنکو وہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیتے ہیں +

ذکر مطبخ دار العُلوم دیوبند

جس مکان میں طلبہ کیلئے کھانا پکتا ہے اُسکو مطبخ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وہاں کے منتظم جناب صوفی محمد شفیع صاحب ہیں جو ہر ایک شخص کے ساتھ نرمی اور تلطف سے پیش آتے ہیں۔ اور وہ اپنے ماتحت ملازمین اور بالخصوص طلبہ کی دل آزاری کو ایک بہت بڑا گناہ سمجھتے ہیں اور دل آزاری واقع میں ہے بھی نہایت سخت گناہ۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کھانیکا انتظام نہایت معقول ہے۔ صوفی صاحب کی یہ بات مجکو بہت ہی پسند ہے کہ وہ طلبہ کے لیئے عمدہ اور ستھرے کھانے کی ہر طرح کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور کیوں نہو۔ اسلیئے کہ جن مہمانان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر بار کو چھوڑ کر اپنی ہستی کو دار العلوم کے سپرد کر دیا ہے۔ اگر اُنکا یہی لوگ خیال نہ فرمائینگے تو اور کون انکی استمالت اور پرداخت کرے گا۔ جسقدر بھی انکی خدمت میں حصہ لیا جائے۔ اجر سے خالی نہیں ہے +

صوفی صاحب کا ہر رجسٹر باضابطہ ہے۔ جسقدر اشیاء کا صَرف مطبخ میں ہوتا ہے۔ اُنکو روزانہ باقاعدہ لکھا جاتا ہے۔ ہر مہینے میں جناب مہتمم صاحب یا کوئی دوسرے ممبر صاحب اُن رجسٹروں کی جانچ پرتال کرتے ہیں +

ذکر اراکین۔ ملازمین و مدرسین دار العلوم دیوبند

دار العلوم۔ اُسکے اراکین۔ ملازمین اور جملہ مدرسین سب ایسے گوہر نایاب ہیں جن کی تعریف و توصیف سے میری زبان اور قلم دونوں قاصر ہیں۔ اراکین اسلیئے شکریہ کے مستحق ہیں کہ اُنھوں نے ہر شعبہ میں کفایت شعاری کے

اصول کو خصوصیت کے ساتھ ملحوظ اور قوم کے اُس روپیہ کو جسکے وہ امین ہیں ہمیشہ بے جا اخراجات سے محفوظ رکھا۔ اور اساتذہ اسلیئے کہ کبھی اُنکو اپنے مشاہروں پر نظر نہیں ہوئی۔ وہ دار العلوم کی خدمت کو اپنا فریضہ اور عبادت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ وہ بڑی بڑی اُن تنخواہوں اور جلیل القدر عہدوں پر نظر نہیں فرماتے جو انکو ریاستوں یا دوسرے مدارس سے قلیل وقت صرف کرنیکے معاوضہ میں مل سکتے ہیں۔ بلکہ اُسی قلیل تنخواہوں پر قناعت کیئے ہوئے اپنے تمام اوقات کو مدرسہ کے کاروبار میں صرف فرماتے ہیں +

میں اس موقع پر تین بزرگوں کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک جناب مولانا غلام رسول صاحب جو کہ بڑے متبحر و مشہور عالم ہونیکے علاوہ اکثر موجودہ مدرسین کے استاد بھی ہیں۔ دوسرے جناب مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری۔ اور تیسرے جناب مولانا شبیر احمد صاحب دیوبندی ہیں۔ مولانا صاحب کشمیری آجکل صدر مدرس صاحب کی قائم مقامی کر رہے ہیں۔ انھوں نے اپنی تنخواہ کا بار اس وقت تک مدرسہ پر نہیں ڈالا ہمیشہ لوجہ اللہ کام کرتے رہے ہیں۔ اور ہندوستان کے اُن منتخب، چیدہ اور ممتاز علماء میں ان کا شمار کیا جاتا ہے جن کے نام نامی سنہری حرفوں میں لکھنے کے قابل ہیں۔ اسیطرح مولانا صاحب دیوبندی ہیں جو اپنی تحریر و تقریر میں منفرد اور علمی تبحر میں بے نظیر اور عدیم المثال ہیں۔ ان حضرات کو انکی ضروریات کے پورا کرنے کیلئے جسقدر مشاہرے دار العلوم دیتا ہے اُن کے اعتبار سے وہ بدرجہا بالاتر اور فائق ہیں +

ذکر درجہ تکمیل دار العلوم دیوبند

دار العلوم دیوبند کا نصاب تعلیم تین درجوں پر منقسم کیا گیا ہے۔ ایک درجہ ابتدائی۔ دوسرا درجہ فضیلت تیسرا درجہ تکمیل۔ درجہ ابتدائی میں طالب علموں کو ابتدائی علوم مثل صرف و نحو، منطق اور ادب وغیرہ نہایت اہتمام کے ساتھ پڑہائے جاتے ہیں۔ اور اس درجہ کی تعلیم اور نگرانی خاص طور سے ہوتی ہے۔ چنانچہ جیسا کہ اور درجات کا امتحان سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اس درجہ کا امتحان بھی نہایت خوبی کیساتھ لیا جاتا ہے۔ اس درجہ کے معلم و مدرس بھی جداگانہ اور ذی استعداد ہیں جو اپنے اس فرض کو بڑی عمدگی اور استقلال سے انجام دے رہے ہیں +

دوسرا درجہ فضیلت - اس درجہ میں نصاب مقررہ پورا کرایا جاتا ہے - یعنی علم حدیث اور علم تفسیر اور علم فقہ اور وہ علوم جو داخل درس ہیں پڑھائے جاتے ہیں - اور اسی درجہ فضیلت میں تعلیم پوری ہو جاتی ہے - اسی کو طے کرنیکے بعد دستار فضیلت اور سند عطا کی جاتی ہے +

تیسرا درجہ تکمیل - نصاب تعلیم کامل و مکمل کرنیکے لیے اور طلبہ کی استعداد کو ترقی دینے اور انکو چند فنون یا خاص ایک فن میں تبحر اور کامل مہارت پیدا کرنے کی غرض سے دار العلوم نے درجہ تکمیل بھی قائم کیا ہے - اس درجہ میں فارغ التحصیل طلبہ کو دو تین سال دار العلوم میں رہنے کا موقع دیا جائے گا - تاکہ وہ اس مدت میں اپنی استعداد کو ترقی دیں - قوت مطالعہ بڑھائیں ، جملہ علوم و فنون کی درسی و غیر درسی کتابیں دیکھیں اور تعلیم تعلم میں تجربہ حاصل کریں ، ہر قسم کی تحریر و تقریر میں مہارت تام پیدا کریں ، وعظ و تلقین کا دلچسپ سلسلہ بھی سیکھیں ، مباحثہ اور مناظرہ کی بھی عادت ڈالیں ، اور عربی عبارت نظم و نثر میں بھی مشاقی پیدا کریں - عربی زبان بولنے کی بھی عادت ڈالیں - غرضکہ اساتذہ کی خدمت میں رہ کر ہر قسم کا علمی ، عملی تجربہ حاصل کرکے ایسے کامل و مستعد عالم ہو جاویں جو ہر قسم کی دینی و دنیوی خدمات کو نہایت خوبی اور غایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیکر نہ صرف اہل اسلام کے لیے بلکہ عامہ خلائق کے واسطے شمع ہدایت بنیں - اس درجہ کے طلبہ کو معقول وظائف بھی دیئے جائینگے - اور اس درجہ کے لیے کامل الفن اساتذہ بھی علیحدہ مقرر کیے جائینگے - اسکے علاوہ اور جس قدر ضروریات اسکے لیے ہونگی - انکے پورا کرنے کی بھی کوشش کی جاوے گی +

اس درجہ کا افتتاح کئی سال ہوئے کر دیا گیا تھا - اور اسکے باضابطہ انتظام کے لیے ابتدائی حالت میں پانسو روپیہ ماہوار مصارف تجویز کیے تھے +

عالیجناب نواب سر سلیم اللہ خاں صاحب مرحوم رئیس ڈہاکہ نے جسوقت جناب مہتمم صاحب کو ڈہاکہ میں دعوت دی تو مہتمم صاحب نے درجہ تکمیل کے قیام اور اسکے مصارف کا تخمینہ آپکے سامنے پیش کیا - جناب موصوف نے بطیب خاطر اسکو قبول فرمایا کہ آمدنی وقف متعلق ڈہاکہ سے پانسو روپیہ ماہوار دائماً درجہ تکمیل کے لیے نامزد کرکے رجسٹری کرا دیا جائے گا - مگر افسوس کہ جناب معصوف تھوڑے ہی عرصہ کے بعد انتقال فرما گئے - انا للہ وانا الیہ راجعون +

درجہ تکمیل کی دار العلوم میں سخت ضرورت ہے - اور اس درجہ سے ہر فن کے متبحر علما و مدرسین کامل و تجربہ کار ہو کر

دارالعلوم سے نکلیں گے۔ جو ملک و قوم کی تمام مذہبی خدمات کو باحسن وجوہ انجام دینگے۔ اس درجہ کا باقاعدہ انتظام اہل خیر کی توجہ و امداد پر موقوف ہے۔ اگر چند باہمت مسلمان اس کام کو اپنے ذمے لے لیں تو کچھ دشوار نہیں ہے ؛

شعبۂ اشاعت اسلام و صیغۂ تالیف دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم نے یہ بھی ارادہ کرلیا ہے کہ دینی خدمات کے ہر شعبہ کو جاری کرے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اسلامی خدمات کا مدار تعلیم علوم مذہب پر ہے۔ اور دارالعلوم علوم مذہبیہ اسلامیہ کا مرکز ہے۔ وہاں ایسے عالم موجود تیار رہتے ہیں جو ہر قسم کی دینی خدمت کو انجام دے سکیں ؛

ہندوستان اور اُسکے باہر اشاعت اسلام کی ضرورت محسوس کرکے چند سال ہوئے دارالعلوم نے اُسکے قیام کی تجویز مسلمانوں کے سامنے پیش کرنیکے ساتھ اُسکا اجرا بھی کردیا تھا چند عالم اس کام کیلئے نامزد کیئے ؛ اشاعت اسلام کے دو شعبے ہیں :-

ایک بذریعۂ وعظ و تقریر محاسن اسلام کو پھیلانا۔ ناواقف اور بے علم مسلمانوں کو جو ہر وقت دستبرد مخالفین کے خطرے میں رہتے ہیں سنبھالنا۔ غیر مسلموں کو اسلام کی ہدایت کرنا ؛

دوسرا ذریعہ تالیف و اشاعت۔ مفید اور بکار آمد تصانیف کا ملک میں پھیلانا ؛

شعبۂ اشاعتِ اسلام کی جس قدر ضرورت ہے۔ اہل اسلام سے مخفی نہیں ہے۔ اور یہ بھی تسلیم شدہ امر ہے کہ دارالعلوم سے بہتر اسکے انتظام کیلئے دوسرا موقع نہیں ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ دارالعلوم اسکا تہیہ کرنیکے ساتھ کسیقدر اجرا بھی کرچکا ہے۔ لیکن اس شعبے کی توسیع اور انصرام کے لیے مستقل آمدنی کی ضرورت ہے۔ جس کا ابھی تک کچھ سامان نہیں ہوا ؛

اوقاف متعلّق دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم کا بحالت موجودہ جبکہ درجہ تکمیل اور شعبۂ تالیف و اشاعت کا باقاعدہ انتظام نہیں ہوا، پانچہزار

اہل خیر کے دوامی یا وقتی چندوں سے ماہوار کے قریب خرچ ہے۔ اور اسکے لیے کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے۔ اہل خیر کے دوامی یا وقتی چندوں
روپیہ ماہوار کے قریب خرچ ہے۔ اور اسکے لیے کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے۔
پر کام چلتا ہے۔ کچھ عرصہ سے ارباب خیر و ہمت نے دارالعلوم کے لیئے کچھ وقف بھی کیئے ہیں۔ جن کی آمدنی
گو اس وقت تک زیادہ نہیں ہے لیکن مثل اور چندوں کے اگر اسکا دائرہ بھی وسیع ہوگیا تو زیادہ مفید اور کارآمد ہوگا
ہر مقام کے اہل خیر اپنے مال کو بہترین مصارف میں لگانیکے لیئے جائدادیں وقف کرتے ہیں۔ اگر
ایسے حضرات دارالعلوم دیوبند کو بھی اُن اوقاف میں حصہ دیں تو اُسکے جملہ صیغے مکمّل ہو جائیں +
اوقاف کی آمدنی کا بہترین مصرف یہی ہے اور دارالعلوم کے لیئے بھی ایک قسم کے دوامی چندہ کا
باب مفتوح ہو جائے +

ذکر تعمیر دارالعلوم دیوبند

صیغۂ تعمیر کے چند شعبے ہیں بعض انمیں سے وہ ہیں جو مکمل ہو کر تیار ہو گئے ہیں جیسے مدرسہ کی
مسجد جو ایک نہایت نفیس اور قابل دید عمارت ہے جسکو جناب حاجی سیٹھ غلام محمد اعظم صاحب نے چوبیس ہزار
روپیہ صرف کرکے تیار کرایا ہے۔ اسیطرح مسجد مدرسہ کا حوض اور چاہ جناب سیٹھ غلام محمد اعظم بہام صاحب کی
لاگت سے بنے ہیں۔ نیز کتب خانہ جیسی نفیس عمارت نواب محمد یوسف علی خانصاحب مرحوم کی جانب سے بن کر
آج تک اُنکی یاد کو زندہ کر رہی ہے۔ اسیطرح بالائے مدرسہ دو درسگاہیں ایک جناب حاجی حافظ فصیح الدین صاحب
سوداگر میرٹھ۔ اور دوسری جناب حافظ الٰہ بخش صاحب سوداگر کلکتہ نے تعمیر کرائی ہیں۔ کتب خانہ کا ایک کمرہ اور
اُسکے نیچے طلبہ کو کھانا کھلانیکا ایک کمرہ جناب منشی رحمت اللہ صاحب رئیس خورجہ نے اپنی دختر مرحومہ کیطرف
سے بنوا دیا ہے۔ کتب خانہ کا اور اُسکے نیچے طلبہ کو کھانا کھلانیکا دوسرا کمرہ جناب شیخ ضیاء الحق صاحب رئیس راجپور
کی لاگت سے تیار ہوئے ہیں۔ یہ وہ قابل دید عمارتیں ہیں جنکو مذکورہ بالا حضرات نے بہت فراخدلی اور حوصلہ افزائی
سے بنوا کر ہمیشہ کے لیئے اپنی یادگاریں قائم کر دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو دارین میں اس کا اجر عطا فرمائے آمین ثم آمین
اب تعمیر کے اُن شعبوں کا ذکر بھی مناسب سمجھتا ہوں جنکی ابھی تکمیل نہیں ہوئی۔ لیکن زیر تجویز ہیں مثلاً
"دارالحدیث" جس کی خوبی و عمدگی اور وسعت کا اندازہ آپ اُس نقشہ سے کر سکتے ہیں جو

ے اظہار کے بعد میں تمام مسلمانوں کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کرتا ہوں کہ جس طرح
ہتمام صاحب نے اپنی طرف سے ۲۴ ہزار روپیہ صرف کر کے مسجد مدرسہ کی بے نظیر تعمیر کرائی ہے اور کتب خانہ
اب یوسف علیخان صاحب مرحوم کی جانب سے بنکر انکی یاد کو زندہ کر رہی ہے۔ اسیطرح کوئی صاحب احاطہ مسجد
صاحب طلبہ کیلئے جدید دار الاقامت۔ اور کوئی صاحب بیمار طلبہ کیلئے شفاخانہ کا انتظام اور کوئی صاحب
ام اپنے اپنے ذمہ لیکر اپنی یادگاریں قائم کر کے اُن مہمانانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی دعاؤں سے متمتع
تحق بنینگے جنکے پیروں کے نیچے ملائکہ اپنے پر بچھاتے ہیں اور حضور اقدس روحی فداہ کو خوش کر کے جنت الفردوس
ان مکانات علیا کے مستحق ہونگے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسولوں کی زبانی اُنسے فرمایا ہے وما علینا الا البلاغ ٭

ذکر خزانہ دار العلوم دیوبند

میں نے یہ بھی کلی اطمینان کے ساتھ دیکھا کہ مدرسہ کا روپیہ نہایت احتیاط اور حفاظت کیساتھ دفتر کے برابر والے
کمرہ میں محفوظ رہتا ہے۔ اسکے محافظ ایک متقی پرہیزگار، امین، اور دیانتدار شخص ہمارے حضرت مفتی صاحب ہیں
یہ کمرہ خزانہ کے نام سے موسوم ہے جسکا بیرونی دروازہ آہنی جالی دار ہے۔ اُسکے اندر ایک بہت بڑی آہنی الماری ہے
اسکی چابی حضرت مفتی صاحب کے پاس رہتی ہے۔ اور صدر دروازہ آہنی کی چابی جناب مہتمم صاحب کے پاس رہتی ہے
اس خزانہ کے متعلق دو کتابیں ہیں۔ ایک کتاب دفتر خزانہ میں اور دوسری مہتمم صاحب کے پاس رہتی ہے۔ غرض
نہایت اطمینان بخش انتظام ہے ایک پیسہ کی بھی آمد برآمد بغیر ہر دو صاحبان کے دستخط کے عمل میں نہیں آسکتی ٭

ذکر اقسام چندہ

چندہ کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ اور نہ کسی مذہب و ملت کی تخصیص ہے۔ دار العلوم نے چندہ کی آٹھ قسمیں
قرار دی ہیں۔ اور ہر ایک کا جمع خرچ جدا اور تاریخوار حساب درج ہوتا ہے۔ اور وہ آٹھ قسمیں یہ ہیں۔ (۱) چندہ امدادی اسکی
دو قسمیں ہیں۔ (الف) سالانہ جو معین طور سے وصول ہوتا ہے (ب) عطاء یکمشت جو غیر معین طور سے لیا جاتا ہے
اور ان ہر دو قسم کی آمدنی محض تنخواہ مدرسین و ملازمین و سائر خرچ مدرسہ میں صرف ہوتی ہے۔ (۲) زکوٰۃ و صدقات

میرے اِس مضمون کے عنوان پر چھپا ہوا ہے۔ اِس وسیع اور مہتم بالشان عمارت کے تیرہ ۱۳ کمرے ہونگے۔ اور ہر کمرے کا تخمینہ لاگت میرے اس مضمون کے آخر صفحہ پر درج ہے۔ اور تمام کمروں کی مجموعی لاگت کا تخمینہ تقریبًا ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہی۔ یہی وہ مقدس اور متبرک تعمیر ہے جسکا ذکر تفصیل کے ساتھ میں اوپر کر آیا ہوں۔ اور مسلمانوں کے ہر طبقہ نے اسکو ایسے قبول عام کے ساتھ سُنا ہی کہ جسکی نظیر کم از کم میری نگاہ سے تاریخ میں نہیں گزری۔ میں نے کسی درسگاہ کی نسبت کسی تاریخ میں نہیں دیکھا کہ اُسمیں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ کرام۔ ائمہ مجتہدین اور مشائخ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے ہزاروں آدمیوں نے چندے بھیجے ہوں۔ اور ایسی مبشرات بیان کی ہوں جو دار الحدیث دیوبند کی نسبت بیان کیگئی ہیں۔ اسپر دار العلوم جسقدر فخر کرے کم ہے۔ کیونکہ تمام ہندوستان میں پہلا موقع دیوبند کو نصیب ہوا ہے کہ اس سرزمین پر ۱۳۳۲ھ میں دار الحدیث کی بنیاد مقدس ہاتھوں سے رکھی گئی جس کی مقبولیت کا پتہ اس سے چلتا ہی کہ مسلمانانِ ہند کس شوق سے اسمیں چندہ دینے کو اپنا فخر سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں۔ اور اُسوقت چندے کی رفتار ایسی تھی کہ دار الحدیث کی تعمیر جلد مکمل ہو جاتی۔ لیکن ایک گندہ نالہ سرکاری نے جو عمارت دار الحدیث کے اندر واقع ہوتا تھا آیندہ تعمیر سے روک دیا۔ جب یکم مارچ ۱۹۱۵ء کو ہز آنر سر جیمس اسکارج میسٹن صاحب بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ دار العلوم کے ملاحظہ کے لیئے دیوبند میں تشریف لائے تو اُس وقت اُنکی خدمت عالی میں اس امر کی درخواست کی گئی کہ دار الحدیث جسکے جلد از جلد تیار ہو جانیکا مسلمانوں کو نہایت بے چینی کیساتھ انتظار ہو رہا ہے وہ ایک گندہ نالہ سرکاری کیوجہ سے تعویق میں پڑی ہے اور آیندہ تکمیل تعمیر کے لیئے مانع ہی۔ آنجناب کی وہ کامل توجہ جو مسلمانوں کے حال پر مبذول ہی ہمکو یقین دلاتی ہی کہ اب اس مشکل کے حل ہو جانے کا وقت آگیا ہی۔ چنانچہ ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے اراکین دار العلوم کی درخواست کو قبول فرماکر بخوشی اُس گندے نالے کے ہٹائے جانیکی اجازت مرحمت فرمائی۔ جو تمام مسلمانانِ ہند اور اراکین مدرسہ کی بیحد خوشی و مشکوری کا باعث ہوا۔ خداوند تعالیٰ ہماری گورنمنٹ عالیہ کو جسمیں ایسے ایسے حکام رعایا پرور اور کرم گستر موجود ہیں ہمیشہ امن و امان کے ساتھ مسند حکومت پر قائم رکھے۔

اب میں امید کرتا ہوں کہ اہلِ مدرسہ کی خلوص نیت اور برکت کی وجہ سے بہت جلد دار الحدیث کا کام ختم ہو کر دیوبند میں دار الحدیث کے نام سے ایک بےنظیر اور قابل دید عمارت تیار ہو جائے گی جسکا فیض تا قیامت

قائم رہیگا۔ میں اپنے برادرانِ اسلام کیخدمت میں التماس کرتا ہوں کہ ہر فرد بشر خواہ امیر ہو یا غریب اپنی حیثیت اور استطاعت کیموافق اِس نیک کام میں حصہ لے اور ہمیشہ خلوص و محبت کے ساتھ اِس دینی و مقدس مدرسہ کا خیال رکھے

اِس موقع پر میں یہ ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جب میرے والد صاحب قبلہ نے دارالعلوم کو ملاحظہ فرمایا اور اُن بشارات کو سُنا تو اُسیوقت سے آنجناب نے مصمم ارادہ فرمالیا ہے کہ اِس تعمیر میں کوئی معقول حصہ لیں مگر موسم گرما کیوجہ سے وہ سولن پہاڑ پر تشریف لیگئے ہیں اور اسوقت تک اُسی جگہ فروکش ہیں۔ اسوجہ سے اُسکے اظہار کی نوبت نہیں آئی۔ میں اپنے والد صاحب قبلہ کے مصمم ارادے کو پیش نظر رکھکر خدا کی ذات سے کامل یقین کرتا ہوں کہ وہ سولن سے تشریف لانیکے بعد جناب مہتمم صاحب دارالعلوم کو بھی اپنے ارادہ سے مطلع فرما کر مسلمانوں کیلئے بینظیر مثال قائم فرمائینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

علیٰ ہذا القیاس طلبہ کے رہنے کیلئے موجودہ مکانات بہت ہی ناکافی ہیں۔ اور قلت مکانات کیوجہ سے ایک ایک حجرے میں آٹھ آٹھ طالب علم رہتے ہیں۔ اور بعض بعض طالب علموں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ تنگیٔ مکانات کے سبب نہایت تنگ اور ناموزوں جگہ میں اپنی اوقات بسر کر رہے ہیں۔ اسلیئے اراکین مدرسہ کا پختہ ارادہ ہے کہ عمارت دار الحدیث کے گرداگرد وسیع کمرے سکونت طلبہ کیلئے تیار کرائے جائیں۔ جن کی از حد ضرورت ہے۔ دیکھئے؟ اس کار خیر کا اجر کس کس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ دار الاقامت بھی انشاء اللہ بہت جلد درجۂ تکمیل کو پہنچے گا۔ اسی طرح مریض طلبہ کی تیمارداری اور شفاخانہ کیلئے مکانات کی بہت ضرورت ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ اسکو بھی کوئی صاحب اپنی عالی ہمتی سے بنوا کر طلبہ کی اُن دعاؤں کے مستحق ہونگے جن کی دعائیں بہت جلد قبول ہونے پر حدیث نبوی شاہد ہے۔

علاوہ ازیں مطبخ دارالعلوم کے لیئے ابھی تک کوئی مستقل مکان نہیں ہے۔ اور نہ طلبہ کو کھانا کہلانے کے لیئے کافی جگہ ہے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ ان خدمات کو بھی باہمت حضرات اپنے اپنے ذمہ لے کر اجر عظیم کے مستحق بنیں گے۔

نیز دفتر دارالعلوم اور کتب خانہ کی موجودہ عمارت بھی تنگ ہو گئی ہے۔ اسکو بھی کوئی اللہ کا نیک بندہ اپنے خرچ سے بنوا کر اہل مدرسہ کو اسکے فکر سے سبکدوش کرے گا۔

ان ضرورتوں کے اظہار کے بعد میں تمام مسلمانوں کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کرتا ہوں کہ جس طرح سیٹھ حاجی غلام محمد اعظم بہام صاحب نے اپنی طرف سے ۲۴ ہزار روپیہ صرف کر کے مسجد مدرسہ کی بے نظیر تعمیر کرائی ہے اور کتب خانہ جیسی نفیس عمارت نواب یوسف علیخانصاحب مرحوم کی جانب سے بنکر انکی یاد کو زندہ کر رہی ہے۔ اسیطرح کوئی صاحب احاطہ مسجد کی تکمیل اور کوئی صاحب طلبہ کیلئے جدید دار الاقامت۔ اور کوئی صاحب بیمار طلبہ کیلئے شفاخانہ کا انتظام اور کوئی صاحب مطبخ کا انتظام اپنے اپنے ذمہ لیکر اپنی یادگاریں قائم کر کے اُن مہمانانِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی دعاؤں سے متمتع ہونیکے مستحق بنینگے جنکے پیروں کے نیچے ملائک اپنے پر بچھاتے ہیں اور حضور اقدس روحی فداہ کو خوش کر کے جنت الفردوس میں اُن مکانات علیا کے مستحق ہونگے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسولوں کی زبانی اُنسے فرمایا ہے وما علینا الا البلاغ ٭

ذکر خزانہ دار العلوم دیوبند

میں نے یہ بھی کلی اطمینان کے ساتھ دیکھا کہ مدرسہ کا روپیہ نہایت احتیاط اور حفاظت کیساتھ دفتر کے برابر والے کمرہ میں محفوظ رہتا ہے۔ اسکے محافظ ایک متقی پرہیزگار، امین، اور دیانتدار شخص ہمارے حضرت مفتی صاحب ہیں یہ کمرہ خزانہ کے نام سے موسوم ہے جسکا بیرونی دروازہ آہنی جالی دار ہے۔ اُسکے اندر ایک بہت بڑی آہنی الماری ہے اسکی چابی حضرت مفتی صاحب کے پاس رہتی ہے۔ اور صدر دروازہ آہنی کی چابی جناب مہتمم صاحب کے پاس رہتی ہے اس خزانہ کے متعلق دو کتابیں ہیں۔ ایک کتاب دفتر خزانہ میں اور دوسری مہتمم صاحب کے پاس رہتی ہے غرض نہایت اطمینان بخش انتظام ہے ایک پیسہ کی بھی آمد برآمد بغیر ہر دو صاحبان کے دستخط کیے عمل میں نہیں آسکتی ٭

ذکر اقسام چندہ

چندہ کی کوئی تعداد مقرر نہیں ہے۔ اور نہ کسی مذہب و ملت کی تخصیص ہے۔ دار العلوم نے چندہ کی آٹھ قسمیں قرار دی ہیں۔ اور ہر ایک کا جمع خرچ جدا اور تاریخوار حساب درج ہوتا ہے۔ اور وہ آٹھ قسمیں یہ ہیں۔ (۱) چندہ امدادی اسکی دو قسمیں ہیں۔ (الف) سالانہ جو معین طور سے وصول ہوتا ہے (ب) عطاء یکمشت جو غیر معین طور سے لیا جاتا ہے اور ان ہر دو قسم کی آمدنی محض تنخواہ مدرسین و ملازمین و سائر خرچ مدرسہ میں صرف ہوتی ہے (۲) زکوۃ و صدقات

اس چندہ کی آمدنی بعد تملیک خوراک و پوشاک و دیگر حوائج طلبہ میں صرف ہوتی ہی (۳) چرم قربانی و عقیقہ - اسکی آمدنی خصوصیت کیساتھ خرید کتب دینیہ اور انکی جلد بندی وغیرہ میں خرچ کیجاتی ہی (۴) انعامی - جو خاص بمد انعام طلبہ کامیاب شدہ امتحان سالانہ میں خرچ ہوتا ہی (۵) خرید کتب وقفی - اس قسم کے چندہ میں خواہ کوئی صاحب ہمت کتب عطا فرمائیں یا زر نقد خرید کتب کے لیئے عطا کریں - ہر دو صورت میں کتب وقفی مدرسہ کی ہونگی (۶) خوراکی - اس قسم کے شریک کو اختیار ہی خواہ کھانا پکا ہوا طلبہ کو دے خواہ زر نقد بقدر قیمت خوراک دے - (۷) متفرقات - اس میں وہ رقوم جمع ہوتی ہیں جو اسباب مثل پارچہ یا ظروف یا زیور وغیرہ بغرض ایصال ثواب میت - اہل میت ارسال فرماتے ہیں - یا کسی قسم کی جنس یا نقد واسطے امداد طلبہ مساکین کے عنایت فرماتے ہیں - اس مد کی آمدنی بھی طلبہ مسافرین و مساکین کی خوراک و پوشاک وغیرہ میں صرف ہوتی ہی (۸) تعمیر - جو ضروری تعمیر اور ترمیم اور شکست و ریخت مکان مدرسہ یا تعمیر حجرہائے جدیدہ میں صرف کیجاتی ہی ٭

اس موقع پر میں یہ بھی بیان کردینا چاہتا ہوں کہ طلبہ کی امداد کیلئے ایک اور مفید طریقہ دارالعلوم میں جاری ہی کہ اہل خیر پانچ روپیہ ماہوار ہر طالب علم کیلئے وظیفہ جاری فرمائیں خواہ مد زکوٰۃ سے یا دوسری آمدنیوں سے ٭ دارالعلوم نے سنہ ۱۳۳۰ھ میں یہ تجویز مسلمانوں کے سامنے پیش کی تھی اور ۱۳۳۱ھ میں نہایت جد و جہد سے اسکا اجرا ہوا - بحمد اللہ مسلمانوں نے بھی اسکو بنظر قبول و استحسان دیکھا بہت سے اہل خیر نے اسمیں حصہ لیا - اور وظائف مقرر کردیئے - اور بالخصوص دہلی کے باخیر طبقہ نے بڑھکر حصہ لیا - اور آجتک دیتے رہے ہیں اور جو کچھ مقرر فرمادیا تھا برابر جاری ہی - بلکہ اسمیں بیشی ہی ہوتی رہتی ہے - چنانچہ میرے والد ماجد قبلہ حاجی بخش الٰہی صاحب دام اقبالہ نے اول اس مد میں مبلغ تین سو روپیہ سالانہ سے امداد فرمائی - اور بعد ملاحظہ دارالعلوم مبلغ ایکہزار روپیہ مقرر کیئے - اکثر اصحاب زیادہ تر خاص اسی مد میں سالانہ عطا فرماتے ہیں - اسکے علاوہ دیگر مدات میں بھی وقتاً فوقتاً وہ حصہ لیتے رہتے ہیں - چنانچہ انہیں کے ارشاد عالی سے امسال اُن طلبہ کا جو بماہ رمضان المبارک مدرسہ میں مقیم رہے - اور جنکی تعداد تقریباً دو سو تھی سحری کا تمام انتظام دودھ چاول اور شکر کا اس خاکسار نے اپنے ذمہ لیا - میں حق تعالی کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہوں کہ مجکو اس امر کی توفیق عنایت فرمائی - اور اُسکی جناب میں بہزار انکسار مع بصد الحاح یہ عرض کرتا ہوں کہ اے اللہ مجکو ہر دینی کام میں اعانت کرنے کی توفیق عنایت فرما اور میری اس حقیر خدمت کو بطفیل جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ

والسلام اپنے فضل سے قبول فرما۔ آمین۔ اسیطرح دہلی کے ایک اہل خیر جناب شیخ عبد الرشید صاحب تاجر کلکتہ برادر حاجی عبد الصمد صاحب نے افطاری میں انہیں طلبہ کو برف کے شربت سے تمام رمضان سیراب کیا۔ اور تراویح کیوقت ہر ترویح پر برف کا پانی انکی طرف سے انکو پلایا گیا حق تعالی تمام معاونین مدرسہ اور نیز میرے والد ماجد کو اسکا اجر جزیل عنایت فرمائے آمین

ان اقسام چندہ تحریر کرنیکے بعد مسلمانوں کی خدمت میں بادب یہ التماس ہے کہ جو صاحب کسی قسم کے چندہ میں شریک ہو کر دار العلوم کی اعانت فرمائیں انکو مناسب ہے کہ یہ تفصیل بھی تحریر فرمائیں کہ کس قسم کا چندہ ہے۔ دوامی ہے یا یکمشت اور خوراک طلبہ کا ہے یا انعامی وغیرہ تاکہ انکو اسی مد کی رسید دار العلوم سے ارسال ہو اور اسکو اسی مد میں صرف کیا جاوے ؀

اب میں یہ بھی ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ بماہ شعبان ۱۳۲۵ھ میں طلبہ عربی خواں کی کل تعداد تقریباً چھہ سو تھی اور انکے تمام اخراجات کا کفیل مدرسہ تھا جسکی تفصیل یہ ہے کہ ہر ایک اس نادار طالب علم کو جو کافیہ تک پڑہکر امتحان داخلہ میں کامیاب ہو چکا ہے۔ دو وقتہ طعام پختہ منجانب مدرسہ ملتا ہے اور سال بھر میں چار جوڑے کپڑوں کے اور ایک چادر اور دو جوڑے جفت پاپوش کے انکو دئیے جاتے ہیں۔ اور موسم سرما میں سردی کا انتظام بھی کافی طور سے کیا جاتا ہے یعنی ہر طالب علم کو ایک لحاف اور ایک انگہ روئیدار دیا جاتا ہے۔ اور اوڑھنے کیلئے ایک کمبل۔ علاوہ کمبل کے تمام اشیا کا انتظام اسی چندہ سے کیا جاتا ہے جو بمد زکوۃ اہل اسلام دار العلوم میں وقتاً فوقتاً ارسال فرماتے رہتے ہیں۔ اور کمبلوں کا انتظام جناب شیخ محمد ابراہیم صاحب ہاشمی کیطرف سے (جنکا شمار دہلی کے باخیر حضرات میں ہوتا ہے اور فی الحال کلکتہ میں تجارت کرتے ہیں) ہوتا ہے سبحانہ تعالی دوسرے حضرات کو بھی شیخ صاحب ممدوح کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ایک عمدہ تجویز

خدا کے پاک بندے ہر بستی میں اپنے مال کی سالانہ زکوۃ ادا کرتے ہیں اور وہ اپنی دانست میں بہتر سے بہتر مصرف میں اسکا صرف کرنا پسند فرماتے ہیں۔ بس جسطرح خاص خاص دہلی کے باخیر حضرات نے اس مد میں دوامی طور سے دار العلوم کے لئے حصہ مقرر فرما دیا ہے۔ اسی طرح اگر دہلی کے کل تاجر اور میرٹھ و کلکتہ و بمبئی وغیرہ کے کل مالدار حضرات بھی اپنی اپنی زکوۃ میں دار العلوم کو حصہ دار بنا لیں تو وہ ایک معقول خرچ کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے جسکا سالانہ خرچ ۱۰ ہزار روپیہ ہے۔ اور مسلمانوں کا مال عمدہ مصرف میں صرف ہو جائے۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس ؀

اب میں اپنے اس مضمون کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے رب العالمین! جب تک زمین پر آسمان اور آسمان پر ستارے اور ستاروں میں روشنی موجود ہے۔ اسوقت تک دار العلوم کے فیض سے تمام اہل اسلام کو مستفیض فرما۔ اور اس

گلستان کے ترو تازہ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سے دماغ عالم کو معطر فرما۔ اور اُسکے باغبانوں کو باغ دنیا میں ہمیشہ باغ باغ رکھ کر اُنکے غنچہ مراد کو شگفتہ فرما۔ اور اُسکے معاونین کو اپنے فضل و کرم کی نسیم اور اپنی رحمت کی آبیاری سے سیراب و شاداب رکھیو۔ اور اسکے ساتھ ہر اہل اسلام سے عموماً اور اہل مدرسہ سے خصوصاً یہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ میرے لیے دعاء خیر فرمانیکے بعد اس امر کی دعا فرماتے رہیں کہ حق تعالیٰ میرے والد ماجد قبلہ اور میری والدہ صاحبہ محترمہ کو صحت و عافیت کیساتھ ہمیشہ ہمیشہ میرے سر پر سایہ گستر رکھے نیز جناب شفاء الملک حکیم رضی الدین احمد خانصاحب مرحوم کو جو اس دار العلوم کے دلی خیر خواہ اور میرے مخلص تھے اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔ اسیطرح ہر مومن مسلمان پر یہ بھی استدعا ہے کہ وہ گورنمنٹ عالیہ کیلیے کہ جسکے عہد حکومت میں ہر فرد بشر نہایت عیش و آرام سے اپنی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اور اُسکی عطا کردہ آزادی کی بدولت آج تک اسلامی چمنستان سرسبز بار آور ہے ضرور بالضرور دن اور رات۔ اُٹھتے۔ بیٹھتے۔ سوتے۔ جاگتے غرض ہر لحظہ اور ساعت میں یہ دعا کریں کہ اُے خدا! ہماری گورنمنٹ کے تمام مقاصد عالیہ کی تکمیل فرما۔ اور اسکی مشکلات کو آسان کرنے اور اُسکے ہر رنج و الم کو خوشی اور مسرت سے بدل دے اور ہمیشہ ہمیشہ مسند حکومت پر حکمران و قائم رکھ جس کیوجہ سے تمام رعایا اُسی آرام و آسایش کیساتھ اپنی زندگی بسر کرے جسطرح کہ اب تک کرتی آئی ہے۔"

مقام دہلی - یکم ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء

خاکسار محمد رفیع عفا اللہ عنہ و لوالدیہ

تخمینۂ تعمیر دار الحدیث متعلقۂ دار العلوم دیوبند

نمبر شمار	نام کمرہ مع پتہ	طول و عرض	صرف: رقم	صرف: ہندسہ	کیفیت
۱	کمرہ صدر دار الحدیث مع برآمدہ جات و گلری وغیرہ	۶۸ × ۳۵	[illegible]	۳۱۱۶۷-۰-۰	کمرہ نمبر ۱ و نمبر ۳ کا طول و عرض
۲	کمرہ برج والہ منزل اول مع برآمدہ جات وغیرہ	۳۰ × ۳۰	[illegible]	۱۵۷۱۰-۰-۰	ساوی [illegible] کی جانب کے مصارف
۳	کمرہ صدر دوم بر نودرہ	۶۸ × ۳۵	[illegible]	۱۱۳۹۲-۳-۹	میں بھی ستھ کا خیال ہوتا ہے
۴	کمرہ جنوبی متصل کمرہ صدر دار الحدیث مع ہر سہ برآمدہ جات	۳۳ × ۲۳	[illegible]	۱۲۸۴۵-۲-۹	حالانکہ کمرہ نمبر ۱ کہ صرف بنیاد
۵	کمرہ شمالی متصل کمرہ صدر دار الحدیث مع ہر سہ برآمدہ جات	۳۳ × ۲۳	[illegible]	۱۲۸۴۵-۲-۹	و کھلایا گیا ہے وجہ یہ ہے کہ کمرہ نمبر ۱
۶	کمرہ برج والہ منزل دوم مع برآمدہ	۳۰ × ۳۰	[illegible]	۷۷۶۵-۵-۰	نیچے کا کمرہ ہے اور نمبر ۳ اوپر کا
۷	کمرہ برجوالہ منزل سوم مع برجی مع برآمدہ جات	۳۰ × ۳۰	[illegible]	۹۹۱۱-۳-۳	کمرہ نمبر ۱ میں اخراجات بنیاد بھرائی
۸	کمرہ شمالی متصل کمرہ برج والہ مع کمانچہ	۱۸ × ۱۵	[illegible]	۴۲۹۶-۳-۳	جھیری۔ کرسی وغیرہ کے زائد ہیں
۹	کمرہ جنوبی متصل کمرہ برج والہ مع کمانچہ	۱۸ × ۱۵	[illegible]	۴۲۹۶-۳-۳	نیز کمرہ نمبر ۳ سے نمبر ۱ کی بلندی
۱۰	بالائی حصہ کمرہ شمالی متصل برج والہ	۱۸ × ۱۵	[illegible]	۲۶۶۵-۱-۹	بھی دو چند ہے اور نمبر ۱ کے آثار نمبر ۳
۱۱	بالائی حصہ کمرہ جنوبی 〃	۱۸ × ۱۵	[illegible]	۲۶۶۵-۱-۹	سے خصوصاً بنیادوں میں بہت
۱۲	کمرہ برج والہ بر برآمدہ کمرہ جنوبی بالائی حصہ مع برجی	۱۰ × ۱۰	[illegible]	۱۹۷۳-۵-۰	زائد ہیں اور نمبر ۱ میں گلری بھی
۱۳	کمرہ شمالی برج والہ بر برآمدہ کمرہ شمالی بالائی حصہ مع برجی	۱۰ × ۱۰	[illegible]	۱۹۷۳-۵-۰	ہے جسکا معتد بہ صرف ہے۔
	میزان کل		یک لاکھ [illegible]	۱۲۳۴۸۶-۳-۹	تمت بالخیر